

حج میں استطاعت کا مسئلہ

محمد خالد مسعود

مقاماتِ مقدسہ کا سفر تقریباً تمام ادیان میں مذہبی حیثیت سے شامل رہا ہے لیکن اکثر لوگ سفر کی مشقت کے علاوہ صعوبت کی مزید صورتیں اختیار کر لیتے تھے اور انہیں دینی حیثیت دے کر اجر و ثواب کا سبب قرار دے لیتے تھے۔ سارا راستہ پیدل چل کر جاتے نہنگے بدن اور ننگے پاؤں چلتے، زاوِ راہ کے بغیر چلتے، راستے میں بیمار پڑتے، بھیک مانگتے اور ان سب اضطراری اور اختیاری تکذیب کو ثواب کا ذریعہ سمجھتے تھے۔

اسلام سے پہلے عرب کے جاہلی حج میں بھی ایسے ہی رسم و رواج جاری تھے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ یمن کے لوگ حج کے لئے آتے تو کوئی زاوِ راہ لے کر نہیں چلتے تھے کہتے تھے ہم تو توکل پر عمل کر رہے ہیں۔ چنانچہ جب یہ لوگ مکے میں آتے تو لوگوں سے بھیک مانگتے۔ اسی پر آیت نازل ہوئی وَتَزِدُّوْا اٰثَانَ خَيْبَرَ الرَّاٰدِ النَّقْوٰی (زاوِ راہ لے کر چلو اور سب سے بہتر زاوِ راہ تقویٰ اور پرہیزگاری ہے) (سورہ بقرہ: ۱۹۷) شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اس آیت کی تفسیر میں اس تعبیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "ممكن ہے کہ اس سے یہ مراد ہو کہ سفر حج کے لئے کچھ زاوِ راہ لے کر چلا کرو اور اس قدر زاوِ راہ بہتر ہے کہ جس سے سوال سے کچھ چنانچہ اس کے شان نزول میں منقول ہے کہ یمن کے لوگ بغیر زاوِ راہ کے سفر حج کرتے تھے اور خرچ ساتھ لینا مکروہ جانتے تھے پھر سوال کر کے حاجیوں کو دق کرتے تھے" ۱

اسلام رحمت اور فلاحِ انسانیت کا نام ہے۔ اس نے عبادت کے ہر ایسے تصور کو ناپسندیدہ قرار دیا جس میں خود کو یا دوسروں کو کفر، فساد یا دین بچھا جاتا ہو۔ اللہ تعالیٰ بندوں کو صرف اسی حد تک تکلف اور زہم دار ٹھہراتا ہے کہ حد تک ان میں طاقت و وسعت ہو۔ وہ طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا (لَا يَكْتِفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وَسَعَهَا)

۱۔ صبح بخاری - حصہ دوم (قاہرہ، ۱۹۷۵ء) ص ۱۳۱۱

۲۔ تفسیر حقانی - جلد سوم (لاہور، ۱۹۵۱ء) ص ۴۲

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک سبیل سے مراد صحت اور تندرستی ہے۔ لہ

ابن زید کے نزدیک اس کا مطلب ہے کہ آدمی کے پاس صحیح جسم اور سواری تینوں کی طاقت ہو حتیٰ کہ اگر وہ جہانی طور پر اتنا کمزور ہے کہ چل نہیں سکتا تو اس پر حج واجب نہیں اگرچہ مالی طور پر وہ مضبوط ہی کیوں نہ ہو۔

مفسرین کی ایک جماعت نے آیت میں لفظ استطاعت کا مطلب یہ لیا ہے انسان بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت لکھا ہو، چاہے پیدل پہنچنے چاہے سواری پر، تاہم ان کے نزدیک دوسرے موانع کی موجودگی (مثلاً راستے میں دشمن ہو یا پانی کی قلت ہو) استطاعت کو زائل کر دیتی ہے۔ یہ مفہوم ابن زبیر، ضحاک، عطاء، عامر اور حسن نے لیا ہے۔

امام شافعیؒ نے استطاعت کی دو قسمیں قرار دی ہیں اور اس ضمن میں سنت کے ساتھ ساتھ جامعے سے بھی دلیل لی ہے۔ ان کے نزدیک ایک استطاعت یہ ہے کہ آدمی خود اس قابل ہو کہ وہ سواری پر چڑھ سکے اور آنے جانے کا خرچ اس کے پاس ہو۔ دوسری استطاعت یہ ہے کہ وہ اتنی مالی استطاعت رکھتا ہو کہ کسی دوسرے کو حج پر بھیج سکے۔

ابن القاسم، اشہب اور ابن وہب امام مالکؒ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کا حکم لوگوں کی طاقت اور آسانی کے اعتبار سے ہے۔ اشہب نے سوال کیا، کیا اس سے مراد زور و راہ اور سواری ہے؟ فرمایا نہیں خدا کی قسم ہر شخص لوگوں کی طاقت پر ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ راستے کا خرچ بھی ہوتا ہے اور سواری بھی لیکن آدمی میں چلنے پھرنے کی قوت نہیں ہوتی۔

استطاعت کے مفہوم کی ان مختلف تعبیرات سے فقہی حکم کی ما حاصل ہوتا ہے اس سے تو ہم بعد میں بحث کریں گے البتہ ان کے خلاصے کے طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ صحابہؓ تابعین اور مفسرین کے نزدیک استطاعت کے مفہوم میں خدج و ذیل اور شامل ہیں۔

(۲) مالی استطاعت (آنے جانے کا خرچ)

(۱) جسمانی استطاعت

(۳) راستے کا امن

(۲) سفر کے وسائل

استطاعت فرضیت کی شرط | اکثر مفسرین کے نزدیک من استطاع الیہ سبیلاً، الناس کبیل

۱۴: ایضاً ص ۳۳

۱۵: ایضاً ص ۳۳

جو امام شافعیؒ احکام القرآن (قاہرہ، ۱۹۵۱ء) ج ۱، ص ۱۱۱

۱۶: ابو جریب العری، احکام القرآن (قاہرہ، ۱۹۵۷ء) - قسم اول ص ۲۸۸

کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ امام طبری (۳۱۰ھ) نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے :-

”قول باری تعالیٰ من استطاع من من“ ”الناس“ کے بدل کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ اس آیت کا مفہوم یوں ہے **لَنْهَ عَلَىٰ مَنْ اسْتَطَاعَ مِنَ النَّاسِ سَبِيلًا إِلَىٰ حَجِّ الْبَيْتِ حَجَّهُ** (لوگوں میں سے جسے حج بیت اللہ تکمیل کی استطاعت ہو اس پر اللہ کی جانب سے حج فرض ہے) چونکہ آیت میں اس سے قبل ”الناس“ کا ذکر من سے پہلے ہو چکا تھا اس لئے من استطاع الیہ سبیلًا کہہ کر اس کی وضاحت کر دی گئی کہ ان مذکورہ لوگوں پر ہی حج فرض ہے۔ کیونکہ یہ فرضیت سب کے لئے نہیں بلکہ بعض کے لئے ہے۔“ لہ

امام بیضاوی (۷۹۱ھ) نے بھی من استطاع الخ کو الناس کا بدل اور مخصوص بیان کیا ہے۔ اس کی دلیل میں وہ ان مختلف احادیث کا حوالہ دیتے ہیں جن میں استطاعت کے معنی زاوراہ اور سواری بیان کئے گئے ہیں۔ مزید برآں انہوں نے امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے اقوال سے بھی استدلال کیا ہے جو اس شخص سے متعلق ہیں۔ چنانچہ بیضاوی کے نزدیک آیت کا مفہوم یہ ہے کہ حج صرف اسی پر فرض ہے جو استطاعت رکھتا ہو لہ

ابو جبر بن عربی (۵۵۲ھ) نے بھی یہی موقف اختیار کیا ہے۔ انہوں نے البتہ مالکی علماء کے حوالے سے حدیث خوزی اس کا ذکر بعد میں آئے گا) کی صحت میں شک کیا ہے کیونکہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو آیت میں عموم آجائے گا اور تمام لوگوں پر حج فرض سمجھا جائے گا حالانکہ لوگوں کی اکثریت دور دراز ملکوں میں رہتی ہے اور ہر ایک کی استطاعت یکساں نہیں ہو سکتی۔ فرماتے ہیں اگر صرف زاوراہ اور سواری کی شرط ہو تو مریض اور معذور پر یعنی ایسا کمزور آدمی جو سواری پر چڑھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو حج فرض ہو جاتا لیکن امت کا اجماع ہے کہ ان پر حج فرض نہیں کیونکہ انہیں حج کی استطاعت نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ مفسرین کی اکثریت کے نزدیک اس آیت کا اطلاق عمومی نہیں ہے بلکہ اس کا اطلاق صرف ان پر ہوتا ہے جو استطاعت رکھتے ہوں۔ استطاعت کے معانی کے تعین میں البتہ ان کے ہاں اختلاف ہے اور اس کی بنیاد وہ احادیث و آثار ہیں جن سے مفسرین اور فقہانے استدلال کیا ہے۔

احادیث | اس مضمون کی احادیث دراصل متن کے اعتبار سے صرف دو ہیں جو مختلف طرق سے بیان ہوئی

۱: طبری (محولہ بالا) ص ۲۱۰

۲: بیضاوی، تفسیر انوار التنزیل (استانبول، عثمانیہ، ۱۳۱۳ھ) ج ۱ ص ۲۲۱

۳: ابن عربی (محولہ بالا) ص ۲۸۹

ہیں اور انہیں ترمذی بیہقی، ابن ماجہ اور شافعی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ ان میں سے ایک حضرت ابن عمر سے روایت ہے اور دوسری حسن بصری نے مسلاً روایت کی ہے۔ ابن عمر الی حدیث کی ایک روایت کی اسناد میں ابراہیم بن یزید الخوزی آتے ہیں اس لئے اکثر یہ حدیث خوزی کے نام سے معروف ہے۔

سنن بیہقی کے مطابق سفیان نے ابراہیم بن یزید الخوزی سے اور انہوں نے محمد بن عمار بن جعفر سے اور انہوں نے ابن عمر سے روایت کیا۔

قال: قيل يا رسول الله ما السبيل الى الحج، قال: السبيل: الزاد والراحلة له
 (فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ حج کی سبیل سے مراد کیا ہے؟ فرمایا سبیل سے مراد اسے
 کا خرچ اور سواری ہے)

بیہقی نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ علامتے حدیث کے نزدیک ابراہیم بن یزید الخوزی ضعیف ہے اور اس کی روایت قبول کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ تاہم جہاں تک متن حدیث کا تعلق ہے وہ دوسرے طریقوں سے بھی مروی ہے جس سے اسے تقویت ملتی ہے۔ ابن ترکمانی (ص ۴۵، ۴۶) نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے بیہقی کی تنقید کو مبالغہ قرار دیا ہے ۴

دوسری حدیث حضرت حسن بصری نے رسول اللہ سے مسلاً روایت کی ہے:-

سئل النبي عن السبيل: قال: الزاد والراحلة ۵

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سبیل کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ فرمایا: راستے کا خرچ اور سواری)

ان احادیث کی تائید ایک اور حدیث سے ہوتی ہے جو حضرت علی بن ابی طالب سے روایت ہے:-

قال: قال رسول الله من مَلَكَ زادًا وراحلةً فلم يرح، مات يهوديًا او نصرانيًا ۶

(فرمایا۔ رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ جس کی ملکیت میں زاد و راہ اور سواری ہوتی لیکن پھر بھی حج نہیں کیا تو وہ یہودی یا

۱: ابوجز بیہقی، السنن الکبری (مجدد آباد، ۱۳۵۰ھ) ج ۴ ص ۳۲۶

۲: ایضاً ص ۳۳

۳: ابن ترکمانی، حاشیہ سنن بیہقی (محولہ بالا) ص ۳۳

۴: السنن الکبری، محولہ بالا، ص ۳۲۶

۵: طبری، محولہ بالا، ص ۲۲

عیسائی ہو کر مرنا

بعض محدثین نے ان احادیث کے اطلاق میں غلو کیا اور دیگر امور کو نظر انداز کرتے ہوئے استطاعت کے مفہوم کو صرف زادِ راہ اور سواری تک محدود کرنے کی کوشش کی اس پر اکثر مفسرین اور فقہانے ان سے اختلاف کیا اور اس کا ایسا مفہوم متعین کرنے کی کوشش کی جو ہر علاقے اور زمانہ کے مسلمان پر صادق آسکے۔

فقہاء کی آراء

مالکی فقہاء | مالکی فقہانے استطاعت کی فقہی تعریف یوں کی ہے۔

امکان الوصول الى ملة بلا مشقة عظمت وامن على نفس ومال ۱

اس سے مراد کسی بڑی شقت کے بغیر مکہ تک مال اور جان کی سلامتی کے ساتھ پہنچنا ہے

مالکی فقہاء کے ہاں اس بات پر اختلاف ہے کہ استطاعت حج کی فرضیت کا سبب ہے یا شرط ہے اور پھر حرم

کے شرط ہونے کے قابل ہیں ان میں اس بات پر اختلاف ہے کہ یہ شرط واجب ہے یا شرط صحت،

ابن علیل کے نزدیک استطاعت واجب حج کا سبب ہے لیکن ابن بشیر، ابن شاس، ابن حاجب، ابن عوف اور

دیگر مالکی فقہاء کے نزدیک استطاعت واجب کی شرط ہے ۲

۱۔ ملاحظہ ہو طبری ص ۱۵۵ اور ابن عربی ص ۲۸۸ جنہوں نے ان اخبار کو استدلال کے قابل نہیں پایا کیونکہ ان کی اسناد ضعیف ہیں۔

۲۔ مختصر ابن خلیل (باریز ۱۳۱۸ھ) ص ۵۲۔

۳۔ اصول فقہ میں سبب اور شرط میں یوں فرق کیا گیا ہے کہ السبب عبارة عما هو طريق الى الشيء من سلكه وصل اليه اسبب

اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی شے کا راستہ ہو کہ جو اس پر چلے اس چیز تک پہنچ جائے اور شرط کی تعریف اس طرح کی گئی ہے: اسم لما يتعلق

به الوجود دون الوجود (اس چیز کا نام ہے جس سے کسی چیز کا وجود متعلق ہو کہ وہ واجب یعنی اس سے اس کے وجود کا واجب متعلق نہ ہو

اصول فقہ میں اس فرق کو وضع کرنے کے لئے مثال دی گئی ہے کہ نماز کے حکم (اقتداء الصلوة لروك الشمس) میں زوالِ شمس "سبب" ہے۔ اور

طہارت نماز کی شرط ہے۔ زکوٰۃ میں سال کا گذر جانا سبب ہے اور نصاب شرط ہے۔ حج کے ضمن میں کہا گیا ہے کہ اس میں بیت اللہ

سبب ہے اور استطاعت شرط ہے۔ اس اختلاف کا مطلب مختصراً یوں ہوا کہ جو لوگ استطاعت کے سبب ہونے کے متعلق ہیں ان کے نزدیک جب تک

استطاعت ہوگی حج فرض ہو جائے گا جب کہ دونوں کے نزدیک حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے۔

۳۔ خطاب مواہب الجلیل شرح مختصر ابن خلیل ج ۲ (قاہرہ: ۱۳۲۸ھ) ص ۳۹ و ما بعد

استطاعت سے مراد کونسی چیزیں ہیں؟

ابن رشد نے کہا کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ استطاعت سے مراد جسمانی اور مالی استطاعت اور راستے کا ہونا ہے۔ البتہ امام مالک کے نزدیک اگر سپیل چل کر پہنچنا ممکن ہو تو سواری شرط نہیں اور اگر راستے میں روزی حاصر کرنے کا ذریعہ ہو تو زاو راہ بھی شرط نہیں خواہ بھیگ مانگ کر ہی کرے لے

مالکی فقہانے اگرچہ امام مالک سے اصولاً اتفاق کیا ہے یعنی ان کے نزدیک بنیادی شرط مکے تک پہنچنا ہے سواری اور زاو راہ بنیادی شرط نہیں تاہم زاو راہ کی توجیہ میں انہوں نے امام مالک سے اختلاف کیا ہے چنانچہ خطاب نے مالکی فقہانے کی آرا بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مالی استطاعت سے مراد سفر حج کے دوران گھر سے غیر حاضری کے عرصے میں بیوی بچوں کے اخراجات اور گھر کے آٹائے کے علاوہ مکہ معظمہ تک آنے جانے اور راستے کے خرچ کی استطاعت ہے لے

صرف یہی نہیں ابن القصار کے نزدیک اگر کوئی ظالم سلطان حج چر جانے کے لئے ایک مخصوص تم بظرفیکس داخل کرنے کا حکم جاری کر دے تو مذکورہ بالا اخراجات کے علاوہ اس رقم کی استطاعت بھی شامل ہوگی۔ اگر اتنی استطاعت نہ ہو تو حج واجب نہیں ہوگا لے

شافعی فقہراً امام شافعی اصولاً اس کے قائل ہیں کہ اگر قرآن کی کوئی آیت مجمل ہو اور سنت میں اس کی تفسیر ملتی ہو تو قرآنی آیت کی اس تفسیر سے انکار ناممکن ہے لے چنانچہ احادیث میں زاو راہ اور سواری کی جو شرط بیان ہوتی ہے امام شافعی نے اپنے استدلال کی بنیاد ٹھہرایا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور حدیث سے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابہ کو اپنے معذور والد کی جانب سے حج کرنے کی اجازت دی امام شافعی استطاعت کی دوسری صورت کی دلیل لاتے ہیں۔

چنانچہ امام شافعی کے نزدیک استطاعت دو طرح کی ہے (۱) ذاتی استطاعت (۲) نیابت کی استطاعت ایک صورت یہ کہ ایک شخص کو جسمانی اور مالی استطاعت ہے تو اس پر فرض ہے کہ وہ حج کرے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مالی استطاعت تو ہے لیکن جسمانی استطاعت نہیں یعنی وہ سواری پر غور چڑھ اتر نہیں سکتا۔

۱۔۔۔ بیدایة المجدد ج (۱) (قاہرہ، ۱۹۹۹) ص ۲۲۲ (۲) خطاب، محمولہ بالا ص ۵۰

۳۔۔۔ التاج والاکلیل ج ۲ ص ۲۹۸ ۴۔۔۔ ابن رشد بیدایة المجدد محمولہ بالا، ص ۳۳

۵۔۔۔ حضرت فضل بن عباس سے روایت ہے کہ بنو ختم کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر سوال کیا: یا رسول اللہ میرے والد پر اللہ کی طرف سے حج فرض ہو گیا ہے لیکن وہ بہت بوڑھا ہے اور اونٹ پر سیدھا ہو کر بیٹھ سبی نہیں سکتا۔ رسول اللہ نے فرمایا: تم اس کی طرف سے حج کرو۔

(جامع ترمذی، کانپور، مجیدی) ص ۱۲۲

لیکن اگر وہ یہ قدرت رکھتا ہے کہ کسی کو اپنی جگہ بھیج سکے تو اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ خود حج پر جائے لے لیکن اگر اسے یہ قدرت بھی نہیں تو اس پر حج فرض نہیں ہے۔

معنی المحتاج میں ذاتی استطاعت کی پارشرطیں بیان کی گئی ہیں۔

(۱) اتنا زور اور جواں کے سارے سفر کے لئے کافی ہو۔ (۲) سواری

۳) سواری پر کسی کی مدد کے بغیر چڑھنے کی طاقت ہے۔

حنبلی فقہاء اصحاب کے ہاں بھی مباحثہ تقریباً وہی ہیں جو شوافع کے ہاں ہیں اس لئے ان پر الگ سے بحث کی ضرورت نہیں۔

حنبلی فقہاء اصحاب کے ہاں استطاعت و وجوب حج کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے۔ تاہم حنفی فقہاء اور اصولیوں میں ایک خفیف سا اختلاف پایا جاتا ہے۔ اصولین کے نزدیک استطاعت و وجوب کی شرط نہیں بلکہ وجوب اور اس کی شرط ہے۔ اس کے برعکس فقہاء کے نزدیک استطاعت اصل وجوب کی شرط ہے۔

خفیفہ کے نزدیک استطاعت کا مطلب ہے۔

والقدرة على الزاد والراحلة يشترط ان يكون فاضلاً عن المسكن وعالاً بدمنه كالخادم واثبات البيت و
تيا به لان هذه الاشياء مشغولة بالحاجة الاصلية وليشترط ان يكون فاضلاً عن نفقة عياله الى حين عودته
استطاعت میں زور اور جواں اور سواری کی قدرت مراد ہے اس کی شرط یہ ہے کہ یہ مالی استطاعت مگر اور اس کے ضروری
اخراجات مثلاً خلو، مگر کاسان اور پٹے وغیرہ کے علاوہ ہو کیونکہ یہ اشیاء بنیادی ضرورتوں میں شمار ہوتی ہیں اور یہ بھی
شرط ہے کہ یہ استطاعت اس کی واپسی تک سبھی چیزوں کے اخراجات کے علاوہ ہو۔

ابن عابدین ثانی نے استطاعت میں تندرستی راستے کا امن اور عمر کو لداگی کی شرط قرار دیا ہے۔

کاسانی نے استطاعت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ لطف منقول الحج، مملوچ اور ایسے بوڑھے پر جو خود سواری پر

الذی مشافعی الامم ج ۲ (قاہرہ، ۱۳۲۱ھ) ص ۹

۲۔ ایضاً ص ۱۰۳۔ ۱۲۔ معنی المحتاج ج ۱ ص ۲۱ (قاہرہ، ۱۹۵۸)

۳۔ فتح القریب، (قاہرہ، ۱۳۵۶ھ) ج ۲ ص ۱۱۱۔ اصول فقہ میں وجوب اور جواں میں فرق کی گئی ہے وجوب کا مطلب فعل کی

ایسی حالت ہے کہ اس کا تارک فوراً مذمت کا مستحق ہو جاتا ہے اور وجوب ادا کا مطلب ہے کہ نفل تو واجب ہو گیا لیکن اگر کوئی

مانع موجود ہو تو اس کا تارک فوری طور پر مذمت اور سزا کا مستحق نہیں ہوگا۔ فعل کے وجوب کی ایسی حالت کو وجوب ادا

کہتے ہیں لیکن فقہاء کے نزدیک وجوب لداگی کے بغیر وجوب بے معنی اور نامکمل ہے اس لئے وہ اس فرق کے قابل نہیں۔

بڑھ سکتا ہو، حج فرض نہیں ہے۔

فتاویٰ مالکیہ میں اس کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے :-

”توشہ اور سواری کے مالک ہونے سے مراد ہے کہ اس کے پاس اپنی حاجت سے زیادہ مال ہو۔ یعنی رہنے کے مکان، لباس، خادم اور گھر کے اسباب کے سوا اس قدر سرمایہ ہو کہ سواری پر مکہ کو جانے اور آدے سے زیادہ چلنے کا اعتبار نہیں اور وہ اس کے قرض کے سوا ہوا اپنے لوٹ کر آنے کے وقت تک اس سرمایہ کے علاوہ اپنے عیال کا خرچ اور مرمت مکان وغیرہ کا صرف دے سکے۔“

مخملان (شرائط) کے بدن کی سلامتی ہے۔ اپنا حج پر حج واجب نہیں۔ اسی طرح وہ بڑھا جو سواری پر بیٹھ نہیں سکتا اس پر بھی حج واجب نہیں اور بیض کا بھی یہی حکم ہے۔

خلاصہ مباحث استطاعت کے مفہوم کی مندرجہ بالا بحث سے مجموعی طور پر مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں :-

۱) حج صرف اسی پر فرض ہے جسے استطاعت ہو اور اسی وقت فرض ہو گا جب استطاعت ہوگی۔
۲) حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے۔

۳) استطاعت کے مفہوم میں مندرجہ ذیل امور شامل ہیں اگر یہ نہ ہوں تو حج فرض نہیں ہوگا :-

۱) جسمانی استطاعت :- جسمانی طور پر آدمی اتنی طاقت رکھتا ہو کہ بغیر کسی خاص مشقت کے سفر کر سکے اور مناسب حج ادا کر سکے۔ چنانچہ بعض مفہور، اپنا حج، مفلوج، ضعیف العمر اور ایسے لوگوں پر جو جسمانی طور پر دوسروں کے محتاج ہوں حج فرض نہیں ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک چونکہ عورتیں بھی معذوری کی اس تعریف میں شامل ہوتی ہیں جس کی بنا پر وہ سفر میں دوسروں کی محتاج ہوتی ہیں۔ اس لئے عورتوں کے ساتھ عزم کا ہونا استطاعت کے لئے شرط ہے چنانچہ اگر عزم ساتھ نہیں تو حج ساقط ہو جائے گا۔

۲) مالی استطاعت :- مالی طور پر آدمی کو اتنی استطاعت ہو کہ گھر سے بیت الدیوب تک آنے جانے کا کرایہ راستے کا سفر قیام کا خرچ، گھر کے اخراجات اور بیوی بچوں کے اخراجات سب کے لئے کافی سرمایہ موجود ہو۔ اگر اتنی استطاعت نہیں تو حج فرض نہیں ہوگا۔ یہ وضاحت بھی کر دی گئی ہے کہ اگر استطاعت قرض سے حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ اگر کسی کے ذمے قرض ہو تو استطاعت

۱۔ کاسانی، بدائع الصنائع فی ترویج الشرائع، ج ۲ (قاہرہ، ۱۳۳۸ھ) ص ۱۱۱

۲۔ فتاویٰ مالکیہ ج ۱ ترجمہ سید لعل علی، جلد دوم (مکتبہ نوکشتور، ۱۹۳۲ء) ص ۱۱۱

۳۔ ایضاً ص ۱۱۱

کافیصلہ اس کی ادائیگی کے بعد کیا جائے گا۔

(۵)۔ راستے کا امن :- فقہاء کے نزدیک اگر راستے میں امن نہ ہو۔ جنگ پھری ہوئی ہو، دشمن کا علاقہ راستے میں پڑتا ہو، سفر میں مال و جان کا خطرہ ہو تو یہ صورت حال عدم استطاعت شمار ہوگی۔

جدید مسائل اگرزنتہ بحث سے معلوم ہوا کہ استطاعت کا بنیادی اصول یہ ہے کہ شرعی احکام میں انسان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر کلفت نہیں بٹھرایا جانا بلکہ اسی صورت پیش آئے کہ کسی حکم کی بجائے آزادی طاقت سے باہر ہو تو اس حالت میں وہ حکم واجب نہیں رہتا مختلف زمانوں میں فقہاء اور مفسرین نے استطاعت حج کی جو تعبیریں اور تعریفیں کیں بلکہ ”زاد“ اور ”سواری“ کے علاوہ ”حرم“ اور ”استے کے لمن“ کی شرائط کا جو اضافہ کیا اس میں یہی اصول ان کے پیش نظر تھا۔ ان فقہاء کے زمانے کے تقابلیے میں آج کے حالات بالکل بدل گئے ہیں لہذا استطاعت کے معانی اور تقاضوں میں بھی تبدیلیاں ہونا لازمی ہیں چنانچہ اس بات کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی ہے کہ استطاعت کے معانی پر نئے حالات کی روشنی میں غور کیا جائے۔

دور جدید میں جو بہت سی تبدیلیاں آئی ہیں ان میں سے بعض تو محسوس اور واضح قسم کی ہیں جن کا حج کے سفر اور اس کے اختلالات پر اثر پڑنا لازمی ہے مثلاً ذرا آج آمد و رفت پہلے کی نسبت کہیں بہتر ہیں لیکن اس کی وجہ سے سفر خرچ میں بھی اضافہ ہو گیا ہے، آبادی میں اضافے کی شرح بھی پہلے سے کہیں زیادہ ہے اس کی وجہ سے ہر سال حاجوں کی تعداد میں اضافہ ہونا لازمی ہے، اسی طرح زمانہ قدیم کے تقابلیے میں ملکی سکون کی کھپت کا دائرہ بالکل محدود ہے اس لئے بیرون ملک اخراجات کے لئے زیادہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ اسی تبدیلیاں ہیں جو بہت واضح قسم کی ہیں اس لئے ان کے اثرات کو تسلیم کرنے میں ہمیں کوئی تذبذب نہیں۔

کچھ تبدیلیاں ایسی ہیں جو غیر محسوس قسم کی ہیں تاہم ان کے اثرات استطاعت کے مفہوم پر بہت زیادہ راست پڑتے ہیں لیکن چونکہ ان تبدیلیوں کا ہمیں احساس نہیں اس لئے ان کے اثرات کو قبول کرنے میں ایک طرح کی چمکچاہٹ ہے۔ ہم ان کے بارے میں مختصراً کچھ عرض کریں گے۔

ان تبدیلیوں میں سے ایک استطاعت کا نیا تصور ہے جس میں انفرادی استطاعت کے ساتھ ساتھ ملک کی مالی استطاعت کا پہلو بھی سامنے آتا ہے۔ یہ تصور حکومت کے جدید تصورات اور تقاضوں کے تحت ابھر رہا ہے آج کے دور میں شہریت کی تعریف اور شہر لیوں کے حقوق و فرائض کے تعین میں نہایت اہم تبدیلیاں آئی ہیں۔ نئے تصورات کے تحت اپنے شہری کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری ملک کے اندر ہی نہیں بلکہ کے باہر بھی حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ اس لئے اختلالات حج حکومت

کے فرائض میں داخل ہونگے ہیں۔ اس کے ذمے ہے کہ وہ سفر حج کو بہتر سے بہتر بنائے، سفر کے وسائل ہیا کرے۔ راستے میں پڑنے والے مکوں خصوصاً سعودی عرب میں ان کے مظلوم اور قیام کی رسمی شرائط کو پورا کرنے میں مدد سے وہاں قیام و طعام کی آسائشیں فراہم کرنے میں مدد کرے۔ اس طرح وہ ایک طرف حاجیوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری نبھاتی ہے اور دوسری طرف دوسری حکومتوں سے اپنے حاجیوں کی صحت مند رکھی حفاظت اور دیکھ بھال کے لئے طرقات حاصل کرتی ہے ان کے ساتھ اس سلسلے میں تعاون کی پابند ہوتی ہے۔ ظاہر ہے ان تمام انتظامات کے لئے حکومت کو بڑے پیمانے پر اخراجات کرنے پڑتے ہیں ان اخراجات میں زیادہ تر زہم برداری کی ضرورت پڑتی ہے۔ جہاں تک زہم برداری کی فراہمی کا مسئلہ ہے اس میں حکومتوں کے ذرائع محدود ہوتے ہیں چنانچہ اس طرح ملک کی مالی استطاعت کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے یہ انتظامات حاجیوں کی غیر محدود تعداد کے لئے ممکن نہیں اس لئے اس سلسلے میں کچھ پابندیاں مفروضی ہوجاتی ہیں اور یہ ملک کی مالی استطاعت کا مسئلہ روز بروز اہم ہوتا جاتا ہے۔

فہما کے زمانے میں حج کا انتظام انفرادی ذمہ داری تھی تو استطاعت کی تعریف بھی فرد کے اعتبار سے کی جاتی تھی آج جب کہ انتظامات حج کی ذمہ داری اجتماعی ہے اور ملک کی حکومت کے ذمے ہے تو استطاعت کی تعریف کرتے وقت اس نئے زاویے کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے ظاہر ہے کسی ملک کی استطاعت کی تعریف اس کے ذرائع آمدنی اور زہم برداری کی فراہمی کی استطاعت کے اعتبار سے ہوگی چنانچہ جس طرح انفرادی سطح پر مالی استطاعت کا مفہوم یہ نہیں کہ انسان کے پاس صرف اتنا سرمایہ ہو کہ حج سے سفر پر جاسکے اور اس کے علاوہ گھر کے اور اہل و عیال کے اخراجات کے لئے سرمایہ نہ بچتا ہو اسی طرح کسی ملک کی مالی استطاعت کا بھی یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ حج کے انتظامات پر خرچ کرنے کے بعد اس کے پاس ملک کے دیگر اخراجات کے لئے زہم برداری نہ بچے کسی ملک کی مالی استطاعت کی تعریف یہ ہوگی کہ زہم برداری کی ملکی ضروریات کچھ بعد زہم برداری بچتا ہو اس میں بقیے حاجیوں کے سفر حج کے انتظامات ممکن ہوں ان سے زیادہ کے بارے میں حکومت کچھ پابندیاں ملد کرتے پر مجبور ہوگی اور یہ پابندیاں انفرادی استطاعت حج کی تعریف پر بھی اثر انداز ہوں گی۔

دوسری بات جو قابل غور ہے اس کا تعلق ہمارے تصور دین سے ہے۔ ہم یوں تو بڑے شد و مد سے کہتے ہیں کہ اسلام میں سیاست کی طرح کلیسا اور بادشاہ کی تفریق موجود نہیں لیکن اندیشہ یہ ہے کہ عیسائی استعمار کے دور میں یہ تفریق کسی نہ کسی طرح ہمارے انداز فکر اور طرز عمل میں داخل ہو چکی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم فرائض دین اور واجبات حکومت میں واضح تفریق کرنے لگے ہیں حتیٰ کہ ہم میں سے اکثر اول الذکر کی اور ایسی کے بعد دوسرا الذکر کی بجا آوری کو ضروری نہیں سمجھتے بلکہ دوسرا الذکر سے بچنے کی کوشش میں اکثر اول الذکر کی روح کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں۔ سردست ہم اس کی تفصیل میں نہیں جاسکتے۔ تاہم اس طرز فکر کا حج کے فریضے پر جو اثر پڑتا ہے اس کی طرف اشارہ ضرور کرنا چاہتے ہیں۔

حج کے انتظامات کے سلسلے میں حکومت مصالح ملکہ کے پیش نظر کچھ قواعد وضع کرتی ہے۔ لیکن اکثر لوگ ان کی

کے نام عزم کے طور پر درج کرتی ہیں جو شرعی طور پر ان کے عزم نہیں بنتے۔ یہ سب کچھ کرتے وقت لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ محض حکومت کی پابندیوں کی خلاف ورزی نہیں کر رہے بلکہ دین کے بنیادی تصورات اور اصولوں کی مخالفت کے بھی مرتکب ہو رہے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ممان تریبیوں کو سامنے رکھتے ہوئے ایفٹرز فکوکا تجزیہ کریں اور نئے تعاضلوں کی روشنی میں استطاعت کے مفہوم کا تعین کرنے کی کوشش کریں اس ضمن میں چند معروضات غور و فکر کے لئے پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) جسمانی استطاعت:۔ حدیثوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے مناسک حج کی ادائیگی تندرست و توانا لوگوں کے لئے بھی خاصی مشکل ہوتی جا رہی ہے مگر اور بیمار لوگوں کے لئے تو اور بھی وقت طلب ہے۔ اس ضمن میں اگر حکومتیں اپنا بوجھ معذور اور ضعیف لوگوں کو حج پر جانے سے منع کریں تو یہ استطاعت کے شرعی مفہوم کے عین مطابق ہو گا۔

جسمانی استطاعت کے ضمن میں مریض کے لئے حج واجب نہ ہونے کے بارے میں فقہانے کافی تفصیلی بحثیں کی ہیں۔ نئے تعاضلوں کے تحت مریض کے مفہوم کو مزید وسعت دینا ضروری ہے اس میں حفظانِ صحت کے وسیع تر معانی کو شامل کرنے کی ضرورت ہے۔ تندرستی کی یہ تعریف کہ حج پر جانے والے چلنے پھرنے اور سواری پر چڑھنے اترنے کی قوت رکھتے ہوں کافی نہیں۔ ایسے مریض جو چل پھر سکتے ہوں لیکن اگر وہ مقدی امراض میں مبتلا ہوں اور ان سے دوسروں کے بیمار ہونے کا خطرو ہوں ان کو بھی ایسے مریضوں میں شمار کرنا ضروری ہے جن پر حج واجب نہیں ہوتا۔ بلکہ ایسے لوگ بھی جو حفظانِ صحت کے طریقوں کی پیروی نہ کرتے ہوں اور ان کی وجہ سے دیگر حاجیوں میں امراض پھیلنے کا خطرہ ہو ان پر بھی ایسی پابندیاں لگانا ضروری ہیں۔

۱۲۔ مالی استطاعت:۔ اس ضمن میں سب سے اہم زرمبادلہ کا مسئلہ ہے۔ اس کی اہمیت کا مختصراً ذکر ہو چکا ہے چنانچہ مذکورہ بالا حالت کی روشنی میں حکومت یہ طے کرنے کی مجاز ہے کہ ایک حاجی کے سفر حج اور قیام و طعام کے اخراجات کے لئے کتنا زرمبادلہ درکار ہو گا اور اس لحاظ سے مالی استطاعت کا مفہوم یہ ہو جائے گا کہ کسی کے پاس اپنے گھر کے اور اہل و عیال کے اخراجات کے علاوہ اس قدر رقم موجود ہے جن کا اندازہ حکومت نے کیا ہے تو اس پر حج فرض ہو گا ورنہ نہیں۔

دقیقہ حاشیہ:۔ انگریزوں کی حکومت کی مخالفت میں اس قسم کے فتویٰ کی مصلحت واضح طور پر سمجھیں آتی ہے لیکن اس سے اصلاح شریعت کی اطاعت میں جو دعویٰ کا تصور آج رہا ہے اس کے اثرات اور نقصانات بہت دور ہیں چنانچہ اس کی شہادت ہمیں اسی زمانے کے ایک سفر نامے سے ملتی ہے مرقع حجاز (غور بلاط) کے مصنف اپنے سفر نامے ۱۳۵۳ھ کے در نامے میں لکھتے ہیں۔

”آج سنا گیا ہے کہ بہت سے ایرانی حاجی ریاض کے راستے سے سیدل آئے ہیں۔ مغلّس تھے اس لئے ملک الحجاز زلفجر نے اپنی ٹوٹا لڑائیوں پر ان کو یہاں تک پہنچا دیا ہے حکومت حجاز نے بار بار اعلان کر دیا ہے کہ جس کے پاس پھمات سو پلے

کا ڈول نہ ہو وہ حج کا اداء نہ کرے کیونکہ اس پر فرض نہیں۔“

پابندی کو نظر انداز کر دیتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک ان قواعد کی کوئی دینی حیثیت نہیں ہوتی لہٰذا مثلاً پاسپورٹ کے سلسلے میں غلط معلومات مہیا کرتے ہیں، تندرستی کے طبی سرٹیفکیٹ حاصل کرتے ہیں سرج کے سلسلے میں جھوٹے رزلٹ دے کر تھیں یا مختلف حیلے اختیار کرتے ہیں اپنی عمر کے بارے میں جھوٹ بولتے ہیں، دوسری اور تیسری مرتبہ سرج پر جانے کے لئے غلط بیانی سے کام لیتے ہیں، خزانے ایسے لوگوں

۱۔ برصغیر پاک و ہند میں استغلامت حج کی ذمہ داری کب سے حکومت نے سنبھالی اس کی تاریخ کا میں مشکل ہے لیکن ۱۹۲۹ء اور ۱۹۳۲ء کے سفر ناموں میں (مثلاً منشی امیر احمد کا کردوی کا سفر سعادت، لکھنؤ ۱۹۳۲ء اور خاوش فوج پوری کا مرقع جہاڑاگہ، ۱۹۳۵ء) قرظینہ چیفرہ کی پانڈیوں پر شکنہ چینی کی گئی، ہمارے ایسے واقعات نقل ہیں جن میں حج پر جانے والے غلط بیانی سے کام لے کر تدرستی کے سرٹیفکیٹ حاصل کرتے ہیں

ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حج کے ضمن میں حکومت کی طرف سے مانڈ پانڈیوں کو ذمہ میں دخل اندازی سمجھا جاتا تھا اور ان کی خلاف ورزی کو جرم خیال نہیں کیا جاتا تھا اس سلسلے میں سب سے اہم ایک فتویٰ ہے جو ۱۳۲۹ھ سے ۱۳۲۲ھ کے دوران پھانجا گیا۔ سوال تھا "اگر کوئی سلطنت اپنی مسلمان رعایا کے سفر حج پر جانے میں یہ شرط لگائے کہ "بعض شخص کے پاس صرف مکہ مغرب تک پہنچنے کا کارایہ ہو اور وہاں سے واپسی کا سفر حج اس کے پاس نہ ہو تو اس کو جہاز کا ٹکٹ نہ دیا جائے" تو آیا یہ حکم بموجب منشرح شریف کے جائز ہے یا نہیں اور ایسا حکم مسلمان کے مذہبی معاملات میں مداخلت سمجھا جائے گیا نہیں اور آیت و اللہ علیہاں حج البیت من استطاع الیہا مسیلاً میں مصارف واپسی کی استطاعت بھی داخل ہے یا نہیں؟

مفتی عزیز الرحمن صاحب مفتی دیوبند نے اس کا جواب دیا وہ بے حد دلچسپ ہے اور اس تفریق کی نمازی کرتا ہے جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ اس کو تسلیم کرتے ہوئے کہ واپسی کا کارایہ بھی استطاعت کے مفہوم میں شامل ہے مفتی صاحب اس کی تائید کرتے ہیں اور حکومت کی جانب سے ایسی قیود اور پابندیوں کو مداخلت فی الدین قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"..... اس میں کوئی شک نہیں کہ حج بیت اللہ کی فرضیت کے لئے اس قدر مال ہونا جو حاجی کی تمام ضروریات معروضہ کو کافی ہو شرط ہے مگر اس میں بھی تاویل تھی کہ ذمہ اسلام میں مطلوب اور پسندیدہ ہے کہ ہر ایک مسلمان غریب یا امیر حج ادا کرے اور ایک دفعہ پر بس نہ کرے بغیر مذہب والے اور ناواقف گمراہ عبادت کو وقت کی نظر سے نہ دیکھیں اور مجبوزانہ حرکت سمجھیں مگر وہ مسلمان جو اس حکم کے اعراض و مقاصد کو سمجھے ہوئے ہیں ان سے پوچھنا چاہیے کہ اس کی نظر میں حج بیت اللہ اسلام کے لئے کس قدر اہم یا شان، ضروری اور مفید و واجب التعمیل ہے۔ اس حالت میں اوائے حج کے لئے ایسی قیود لگانا جس سے حاجیوں کو جانے میں تنگی پیش آئے یا غریبوں کا جاننا بالکل موقوف یا کم ہو جائے بالیقین مذہبی مداخلت ہے اور اس آزادگی کے خلاف ہے جو گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے مذہب والوں کو دی گئی ہے پس مسلمان کو ان قیود کے ٹھانے کی کوشش کرنا اور گورنمنٹ سے درخواست کرنا فرض اسلام ہے (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مرتبہ مفتی محمد رفیع کراچی، مکتبہ دارالافتاح، ص ۲۱۳)

(باقی ماثبہ اعلیٰ صفحہ ۲۰۱)

۳:- انتظامات کی استطاعت : حج کے انتظامات کو بہتر بنانے کے لئے حکومتیں مختلف پابندیاں عائد کرتی ہیں۔ ان میں پاسپورٹ، سفر کے کاغذات، مختلف درخوستیں، علف نامے اور دستاویزات وغیرہ کی فراہمی شامل ہیں ان کا تمام تر مقصد حاجی کے جان و مال کی حفاظت ہوتا ہے۔ ان ہی کاغذات کی بنیاد پر حکومت باہر کی حکومتوں سے فروری مراعات حاصل کرتی ہے۔ ان انتظامات میں روز بروز وسعت ہوتی جا رہی ہے اور حاجیوں کی تعداد میں روز بروز اضافے کی وجہ سے ان پابندیوں میں اضافہ بھی ناگزیر ہے۔ چونکہ یہ سارے انتظامات حاجیوں کی بہتری کے لئے ہیں اس لئے ان کی استعداد، استطاعت کے مفہوم میں اسی طرح فروری ہے جس طرح فقہاء کے نزدیک ”راستے کا امن“ استطاعت کی شرط ہے۔

ہم نے ان جدید مسائل کی طرف مختصر اشارہ کر کے ان کی روشنی میں استطاعت کے مفہوم کے تعین کی ضرورت پر نور دیا ہے۔ ان معروضات کے ذریعے ہم اسلامی دنیا کے علماء اور فقہاء کی توجہ استطاعت حج کے ان نئے تقاضوں کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ تاکہ ان کو سامنے رکھتے ہوئے ان مشکلات کو دور کیا جاسکے جن کی وجہ سے خطرہ ہے کہ استطاعت کے مفہوم کا جزو بن کر وہ کہیں ان معانی کے نظر انداز کرتے کاموجب نہ بن جائیں جن کو حج سے حج کا مترک یا مقصد فریضہ دوسرے مذاہب کے ”مقدس سفروں“ سے ممتاز ہے۔

